بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم یکشنبہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۴ اخاء ۱۳۴۳ ہش ۔ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ ۔ ۴ اکتوبر ۱۹۶۴ء	نمبر ۲۳۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۳ اکتوبر ۸ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارا دن بہتر رہی۔ رات بھی طبیعت ٹھیک رہی۔ لیکن صبح ۵½ بجے سے بے چینی کی تکلیف ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

اخبار احمدیہ

—• ربوہ ۳ اکتوبر۔ کل یہاں نماز جمعہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں اس امر کو واضح فرمایا کہ زبان اور دل دو ایسے عضو ہیں کہ اگر انسان ان کو قابو میں رکھنے کا عادی بن جائے تو انسان نیکیوں میں ترقی کرکے تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو سکتا ہے اور اگر وہ اسے قابو میں نہ رکھ سکے تو یہ اس کی روحانیت کو تباہ کرنے کا موجب بن سکتے ہیں۔ آپ نے قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث نبوی کی روشنی میں واضح فرمایا کہ زبان کو قابو میں رکھنے کے نتیجہ میں انسان جہاں ایک طرف جھوٹ، غیبت، بدگوئی اور بے شمار عیوب سے بچ جاتا ہے وہاں ہمیشہ سچ بولنے اور کلمۂ خیر منہ سے نکالنے کی اسے توفیق ملتی ہے اور اس کا کلام ہمیشہ صلح و آشتی اور امن کو فروغ دینے کا موجب بنتا ہے۔ اسی طرح آپ نے دل کے پاک صاف اور مطہر ہونے کی اہمیت بھی واضح فرمائی۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث اِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ — اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ کی تشریح بیان کرکے دل کو پاک صاف اور مطہر بنانے کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور احباب کو زبان اور دل ہر دو عضو کو قرآنی ہدایات کے مطابق استعمال کرکے نیکیوں میں ترقی کرنے اور باہم محبت و اخوت اور صلح و آشتی کو فروغ دینے کی پُرزور تلقین فرمائی۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حقیقی پاکیزگی حاصل کرنے کا دوسرا اور سب سے مقدم ذریعہ دُعا ہے

جس قدر ہو سکے دُعا کرو، یہ طریق اعلیٰ درجہ کا مفید اور مجرب ہے

"دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی اور خاتمہ بالخیر کے حاصل کرنے کا جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے جو دراصل سب سے مقدم ہے وہ دُعا ہے۔ اس لئے جس قدر ہو سکے دعا کرو یہ طریق اعلیٰ درجہ کا مفید اور مجرب ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ " تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔ دعا ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو دوسری قوموں پر فخر کرنا چاہیئے۔ دوسرے مذاہب کو دعا کی حقیقت کی کچھ بھی خبر نہیں اسی واسطے ان کو دعا کی کوئی قدر نہیں بلکہ مسلمانوں نے بھی اس میں سخت ٹھوکر کھائی ہے کہ دعا جیسی شے کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے ہیں حالانکہ یہ فخر اور ناز صرف اسلام کو ہی ہے دوسرے مذاہب اس سے بکلی بے بہرہ ہیں۔ اس لئے دوسری کوئی قوم اس میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اور قوموں نے بدیوں میں پڑ کر اور ان سے راضی ہو کر دعا کا قصد ہی نہیں کیا۔ مثلاً جب عیسائیوں نے کفارہ پر بھروسہ کرکے یہ سمجھ لیا ہے کہ ایک انسان (جس کو انہوں نے خدا مان لیا) نے ہمارے لئے قربانی دے دی اور ہمارے سارے گناہ اس نے اٹھا لئے ہیں پھر کونسا امر ہے جو ان کو دعا کے لئے جذب و تحریک کرے گا۔ ہرگز ممکن ہی نہیں کہ وہ گدازش دل سے دعا کریں دُعا کی ضرورت تو اس کو پیش آتی ہے جو یہ یقین رکھتا ہو کہ میں گرفتار ہوں اور جو اپنی ذمہ داری اور جوابدہی سمجھتا ہے۔ لیکن جو شخص اپنے آپ کو بری الذمہ تصور کرتا ہے وہ دعا کیوں کرے گا کیونکہ اس نے تو پہلے ہی سمجھ لیا ہے کہ گناہ دوسرے شخص نے اٹھا لئے ہیں اور اس طرح پر اس کے ذمہ کوئی جوابدہی نہیں اور گناہ اسے کوئی ضرر نہیں پہنچائیں گے اور نہ اس کے گناہ اس کے عذاب کا موجب ہوں گے تو اس کے دل میں کس طرح جوشش اور تحریک ہوگی۔ اس نے تو دوسرے پر ہی بھروسہ کر لیا ہے اور اس لئے اس طریق سے جو دُعا کا طریق ہے وہ دُور چلا گیا ہے۔ غرض ایک عیسائی کے نزدیک دُعا بالکل بے سود ہے اور وہ اس پر عمل نہیں کر سکتا، اس کے دل میں وہ رقت اور جوش جو دعا کے لئے تحریک پیدا کرتا ہے نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایک آریہ جو تناسخ کا قائل ہے اور سمجھتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہو سکتی اور کسی طرح پر اس کے گناہ معاف ہی نہیں ہو سکتے تو وہ دعا کیوں کرے گا۔ اس نے تو یہ یقین کیا ہوا ہے کہ جونوں کے چکر میں جانا ضروری ہے اور بیل، گھوڑا، گدھا، گائے، کتا، سؤر وغیرہ بننا ہے وہ اس راہ (دعا) کی طرف آئے گا ہی نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دُعا اسلام کا خاص فخر ہے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۴۔ اکتوبر ۶۴ء

جوہری طاقت

چین نے بھی ایٹم بم بنا لیا ہے اور امریکہ۔ روس اور فرانس کی طرح اب وہ بھی جوہری طاقت شمار ہو گی چین کی کامیابی سے امریکہ اور روس دونوں متفکر نظر آتے ہیں۔ یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ امریکہ چین کی جوہری اور ڈسٹوں کے خلاف شورش برپا کرنا چاہے گا مگر اس کے راستہ میں فرانس روک بنے گا۔ کیوں؟

اس لئے کہ فرانس۔ روس۔ امریکہ کی طرح ایک مغربی طاقت ہے۔ امریکہ اور روس فرانس کو ناراض نہیں کر سکتے۔ قدرت کا یہ عجیب کرشمہ ہے کہ فرانس کو اس نے چین کا ہمدرد بنا دیا ہے۔ اگر روس اور امریکہ چین کے خلاف پراپیگنڈہ کرتے ہیں تو گویا وہ اپنے ایک یورپین دوست کو ناراض کرتے ہیں۔

یہ باتیں ہیں جو ہوا میں پھیلی ہوئی ہیں ان باتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ یورپین یا دوسرے لفظوں میں مغربی طاقتیں ایشیا کو اپنا محکوم رکھنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے جاپان کو بھی اپنے ساتھ اسی لئے ملا رکھا ہے کہ دراصل وہ مشرقیوں کو پھاڑ کر ان پر اپنا تسلط ہمیشہ کے لئے قائم رکھنا چاہتے ہیں اس لئے وہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی مشرقی طاقت بھی جوہری طاقت بن جائے۔ جاپان کے علاوہ انہوں نے بھارت کو بھی اپنا زیر بار احسان اسی لئے بنا رکھا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ مشرق اور افریقہ پر اپنا تسلط قائم رکھیں۔ اور ان ممالک کو اُٹھنے نہ دیں۔

یہ سیاسی چالیں ہیں اور یہ امر مشرق کے سیاستدانوں خاص کر جاپان اور بھارت کے سیاستدانوں کے لئے قابلِ غور ہے۔ کیونکہ چین کے جوہری طاقت بننے سے روس اور امریکہ دونوں یہ چاہیں گے کہ جاپان اور بھارت میں بھی جوہری اڈے قائم کئے جائیں۔ چنانچہ امریکی رائے یہی ہے کہ چین کے جوہری طاقت بننے کی وجہ سے بھارت اب جوہری اڈوں کے قیام کو منظور کرلے گا۔ الغرض امریکہ اور روس دونوں کے لئے یہ ایک بڑا موقعہ ہے کہ وہ ایشیا اور افریقہ اور جنوبی امریکہ کو زیرِ تسلط رکھنے کے لئے جاپان اور بھارت میں جوہری اڈے قائم کرکے دنیا کی قوتِ فائقہ بنے رہیں۔ اور ایشیائی اور افریقی ملکوں کو امن متواتر دھمکی سے لوٹتے رہیں۔ یہ مغربی ممالک کی ایک سازش ہے کہ وہ اپنی اسلحی قوت سے تمام دنیا کو امریکی برطانوی اور روسی منطقوں میں تقسیم کر لینا چاہتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اسکی وجہ یہی ہے کہ آج تمام دنیا مادہ پرستی میں گرفتار ہو گئی ہے۔ مغربی اقوام اپنی مادی طاقتوں سے تمام دنیا پر غالب ہونا چاہتی ہیں۔ اخلاقی اقدار اور خدا خوفی دلوں سے نکل چکی ہے۔

یہ وقت ہے کہ ہم اسلامی تبلیغی مہم کو مغرب میں تیز تر کر دیں۔ کیونکہ یہ خطرہ جو جوہری طاقت سے دنیا اور خاص کر مشرق کو لگ گیا ہے اس کا علاج صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے چین کو جوہری طاقت میں کامیابی دینا اسی سلسلہ کی شاید ایک کڑی ہے۔

چوہدری ظفر اللہ خاں نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ اب جبکہ چین جوہری طاقت بن گیا ہے اسکو یو این او میں داخل کر لینا چاہیئے۔ بعض دوسرے لوگوں نے بھی کہا ہے کہ جوہری کلب میں چین کی شمولیت ضروری ہے۔ تاہم اصل اور پائیدار بات یہ ہے کہ مغربی اقوام کو ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں اخلاقی اقدار کی بیداری کی مہم چلانی چاہیئے اور یہ کام مذاہب کے پیروؤں میں کر مسلمان اہلِ علم حضرات کا ہے کہ وہ اس آڑے وقت میں دنیا کو مذہب کی طرف لائیں کیونکہ محض طاقت کا طاقت سے جواب کی قوت رکھنا پائیدار امن کا ضامن نہیں ہو سکتا۔

اس وقت مغرب کے نہ صرف عوام بلکہ بڑے بڑے سائنسدان اور فلسفی بھی مذہب کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔ کیونکہ طاقت کا غلط استعمال اسی وقت ہو سکتا ہے جب دل میں خدا تعالیٰ کا خوف نہ رہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا خوف اکثریت کے دلوں میں پیدا ہو جائے تو جوہری طاقت کے باوجود دنیا اسکی تباہیوں سے بچ سکتی ہے تباہی کا زیادہ خطرہ اسی لئے ہے کہ دنیا اخلاق کی پابند نہیں رہی۔ اقوام معاہدوں کے تقدس کی منکر ہو چکی ہیں۔ اور بظاہر ذاتی منفعت کے لئے ہر قسم کے اخلاقی قواعد کی خلاف ورزی کو جائز سمجھنے لگی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جوہری طاقت کے کنٹرول کیلئے جو جذبہ اقوام میں اُبھرا ہے وہ اسی اخلاقی اثر کا نتیجہ ہے جو مذہب نے دنیا کے دلوں میں پیدا کر رکھا ہے اور جو ابھی تک فطرت انسانی کا جزو لاینفک بنا ہوا ہے۔ اگر آزادخیالی نے اس جذبہ کو بھی دبا لیا تو دنیا کا تباہی سے دوچار ہونا لازمی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو اس طرح تباہ ہونے سے ضرور بچائیگا یہی وجہ ہے کہ اسنے مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ مادہ پرست دجال کی قلب ماہیت کرکے اسکی دجالیت کا خاتمہ کرے۔ ھوالذی ارسل رسولہ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

"یعنی قیامت تک عیسائیوں کا وجود پایا جاتا ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود آکر عیسائیوں سے لڑائی کریگا میں کہتا ہوں کہ پھر وہ دجال کہاں گیا جسکی بابت کہتے ہیں کہ حرمین کے سوا اس کا دخل سارای جگہ ہوگا۔ اس تناقض کا جواب انکے پاس کیا ہے۔ دجال تو کھوٹ کرنیوالا ہے اس لئے اسکے معنے تاجر کے بھی ہیں۔ سونے کا نام بھی دجال ہے اور شیطان کا بھی اصل یہی ہے کہ نصاریٰ کی قوم جو اسلام کی تخریب کے درپے ہے اور طرح طرح کے مشن قائم کرکے اسلام کو نابود کرنا چاہتی ہے اور حق و باطل میں التباس کرتی ہے اور اپنی کتابوں میں تحریف کرتی ہے۔ یہی وہ گروہ ہے جس پر دجّال کا اطلاق ہوا ہے۔ کیونکہ دجال تو گروہ کا نام ہے۔ اور جو فتور اس نے پیدا کیا ہے وہ عام طور پر محسوس ہو چکا ہے جو بازار ارتداد کا یہاں گرم ہے وہ مصر اور دوسرے ممالک میں بھی ہو رہا ہے۔ تو اب ایک دانشمند سوچے کہ اللہ تعالےٰ نے جو فرضی دجال سے بچایا تو اس قریب تر آنے والی آفت کا کوئی سامان نہیں کیا؟ اور اس کا ذکر تک بھی نہ کیا؟ یہ غلط ہے۔ خدا نے ذکر کیا اور اس سے بچایا ہے۔ ہمارے نزدیک یہی گروہ دجال ہے۔ لغت میں گروہ ہی کے معنے ہیں۔ یہی تحریف و تبدل کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا اگر ترجمہ کرتے ہیں وہ بھی ایسا۔ اسلام کو معدوم کرنا اپنا فرض اور مدعا رکھتے ہیں۔ اور یہ گروہ نرے پادریانہ رنگ میں ہی اسلام پر حملہ آور نہیں بلکہ فلسفیانہ رنگ میں بھی حملہ کرتا ہے اور اپنی ذریت کو ایسی طرز پر تعلیم دینا چاہتا ہے کہ اعمال میں سست ہو جاویں ناول ہیں تو اس طریق پر بھی اُن کو اسلام سے دور ہٹانا چاہتا ہے اور فسق و فجور کی زندگی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور تاریخ ہے تو اس رنگ میں بھی بداعتقادی اور بدظنی پھیلانے کا خواہشمند ہے۔ غرض ہر پہلو سے اسلام سے بیزار کرانا چاہتا ہے اور یہ بات بالکل بدیہی ہے۔ جو لوگ انکی پالیسی سے آگاہ ہیں اور ان کے مکائد اور اغراض کا علم رکھتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی مخالفت کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ شفاخانوں کے اجراء سے بھی یہی غرض ہے۔ غرض جو پیرایہ اختیار کرتے ہیں اس میں اسلام کی مخالفت اصل مدعا ہوتا ہے اور ارتداد علتِ غائی ہوتی ہے۔ یہ اس قدر طریق لئے پھرتے ہیں کہ فرضی دجال۔ کے وہم و خیال میں بھی نہ ہوں گے۔"

(ملفوظات
حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جلد سوم ص ۲۵۲-۲۵۳)

ہندوؤں کی ایک قدیم تاریخی کتب

بھوشیہ مہاپران پر ایک طائرانہ نظر

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مشن بمبئی

ہندو دھرم کے علمی ثقافتی اور تاریخی لٹریچر میں "بھوشیہ مہاپران" کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کے "پرتی سرگ پرب" میں ترتیا۔ دواپر اور کلیگ کے چیدہ چیدہ واقعات کا اندراج پایا جاتا ہے۔ "ساکا راجہ" اور جناب مسیح علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر بھی اسی "پرب" کے تیسرے کانڈ دوسرے ادھیائے (باب) میں ہے۔ اس کے علاوہ اس "پرب" میں اسرائیلیات اور اسلامیات سے متعلق کئی باتیں پائی جاتی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت یوشع اور محمد بن قاسم سے امیر تیمور تک کے ظہور و خروج کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ یہ تمام باتیں مستقبل کے رنگ میں کہی گئی ہیں۔ یعنی ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا۔ یہ ساری پیشگوئیاں "وید ویاس" کی طرف منسوب ہیں اور سوت رشی ان کے راوی ہیں

ہندوؤں اور مؤرخوں کی رائے میں اختلاف

پرانوں کی کل تعداد اٹھارہ ہے ان کے متعلق عقیدت مند ہندوؤں اور مؤرخوں کی رائیں الگ الگ ہیں۔ پہلا طبقہ تو انہیں ایک ہی شخص اور ایک ہی عہد کی تصنیف قرار دیتا ہے لیکن بعض مورخوں کی رائے یہ ہے کہ یہ پران مختلف ادوار کی تصانیف ہیں۔ پرانوں کا پہلا مجموعہ یعنی "دایو پران" چوتھی صدی عیسوی میں "چندر گپت" کے عہد میں مدون ہوا۔ لیکن بعض کا خیال ہے کہ سب سے پہلے پران کا جو حصہ مدون ہوا وہ "وشن پران" ہے۔ ان تمام پرانوں" کی تصنیف میں کم سے کم چار سو سال لگے ہیں۔ یعنی ۴۰۰ء سے ۸۰۰ء تک کا درمیانی زمانہ۔

دورِ اصنام پرستی

یہ سارے پران اس دور کی یادگار ہیں جب آریہ دھرم میں توحید کی جگہ اصنام پرستی لے رہی تھی۔ وید میں اصنام پرستی کا کوئی ذکر نہیں۔ "وید" کا ممدوح ایک "وجود مطلق" ہے۔ یا پھر اجرام و عناصر کے دیوتا جن سے نہایت ولولہ انگیز انداز میں مناجات اور دعائیں کی گئی ہیں۔ لیکن اس کے بعد آریوں میں بت پرستی کا رواج عام ہوگیا۔ اور قومی ہیروؤں کے مجسموں کی پرستش ہونے لگی۔ پرانوں کا اصل موضوع بھی بت پرستی ہی کی تلقین و ترغیب ہے۔

قدیم آریوں اور دراوڑیوں کا خدا

آریوں میں بت پرستی کب آئی؟ اس موضوع پر غور کرنے سے بھی پرانوں کی تصنیف کا زمانہ متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ قدیم آریہ خدا کو "نراکار" یعنی بے مثال سمجھتے تھے۔ ان کے مقابل دراوڑ" تھے۔ یہ خدا کو "سکار" کہتے تھے۔ یعنی یہ خدا کی تجسیم کے قائل تھے۔ اور خدا کو مختلف شکل و صورت میں پیش کرتے تھے۔ آریوں نے جنگ مہابھارت کے بعد ہزار بارہ سو سال تک بت پرستی اختیار نہیں کی۔ مہاتما گوتم بدھ جو اس جنگ کے ۹ سو سال بعد پیدا ہوئے اس وقت بھی آریوں میں بت پرستی نہیں تھی خود گوتم بدھ کی جماعت لگ بھگ تین سو سال تک بت پرستی سے ناواقف رہی لیکن اس کے بعد بعض نامعلوم حالات کی بناء پر اس قوم میں بت پرستی کا وہ دور دورہ ہوا کہ الاماں والحفیظ۔

بت پرستی کیسے رائج ہوئی؟

یہ ممکن ہے کہ آریوں میں بت پرستی دوسری قوموں سے میل ملاپ کے بعد رائج ہوئی ہو۔ دو تین سو سال قبل مسیح یونانیوں اور ایرانیوں سے اس قوم کے تعلقات قائم ہوگئے تھے۔ دراوڑی تو اس کے ہم وطن ہی تھے۔ ایسے میل ملاپ کا لازمی طور پر یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ ایک کا عقیدہ تہذیب اور رسم و رواج دوسرے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ آریوں نے بت پرستی یونانیوں اور دراوڑیوں ہی سے سیکھی ہو۔

بہرحال صورت واقعہ کچھ بھی ہو ظاہر ہے کہ پرانوں کی تدوین کا کام اس وقت شروع ہوا جب دیوتاؤں اور دیویوں کو خدائی کا مقام دے دیا گیا۔ اور ان کے مجسموں کی پرستش عام ہوگئی۔ "پرانوں" کے ان مجموعوں نے ہندو قوم کو بت پرستی کی طرف مائل کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔

اس نقطے پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ "پران" اتنے قدیم نہیں جتنے عقیدتمند بتاتے ہیں بہرصورت یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ علمائے ہنود کا ایک شاندار کارنامہ ہے

سلطان شہاب الدین غوری اور پرتھوی راج

بھوشیہ مہاپران جو ہمارا موضوع ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف وقائع عالم سے حیرت انگیز طور پر باخبر ہے۔ اس کو اقوام عالم کی تاریخ پر پورا عبور ہے۔ اگر صرف "پرتی سرگ پرب" ہی کا مطالعہ کیا جائے تو بھی یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس میں ان واقعات کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ جن سے زمانے میں نئے دوروں کا آغاز ہوا ہے۔ مثلاً اس "پرب" کے کانڈ ۳ ادھیائے ۲ کے شروع میں ہی "سوت رشی" کا یہ کہنا کہ "کوروؤں" کے باپ دھرتراشٹر اجمیر میں "پرتھوی راج" کا روپ لے کر جنم لیں گے۔ ایک حیرت انگیز پیشگوئی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری اور پرتھوی راج کا مقابلہ اس برصغیر میں ایک نئے دور کے آغاز کا باعث ہوا۔

ساکا راجہ اور مسیح کی ملاقات

پھر اسی رشی کا مہاراجہ بکرماجیت اور "شالباہن" کے بعد ساکا راجہ اور جناب مسیح کی ملاقات کا ذکر چھیڑ دینا اور بھی حیرت انگیز ماجرا ہے۔ لیکن تاریخ ہند کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب موریہ خاندان کے بعد اس برصغیر میں بدھ مت کا زوال ہوا تو اس مت کا دوبارہ احیا ترکی قبائل کے اسی "ساکا" اور "کشان" خاندان کے ذریعہ ہوا۔ یہ تمام راجے بدھ مت کے پیرو تھے۔ خصوصاً راجہ کنشک نے تو اشوک اعظم ہی کی طرح اس مت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔

ان خاندانوں نے اس برصغیر پر لگ بھگ تین سو سال تک حکومت کی۔ ان کے اقتدار سے برصغیر میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ ساکا راجہ کا جناب مسیح سے نقد آداب بجا لانا۔ ان کو جاگیر بخشنا یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ساکا تہذیب و تمدن اور ریاست میں جناب مسیح کی راہ نمائی کا ضرور دخل تھا۔

محمد بن قاسم اور مسلمانوں کی علامات

پھر اس کے آگے "سوت رشی" درمیان کے بہت سے واقعات چھوڑ کر اسلامی عہد کا ذکر شروع کر دیتا ہے وہ پہلے محمد بن قاسم کے سیاسی اقتدار کا ذکر کرتا ہے۔ پھر مسلمانوں کا ان الفاظ میں تعارف کراتا ہے۔ کہ وہ ختنہ کرائیں گے۔ داڑھی رکھیں گے۔ اونچی آواز سے بولیں گے۔ (یعنی اذان دیں گے) اور سور کے علاوہ ہر قسم کا جانور کھائیں گے۔ اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس برصغیر کے ایک حصے پر محمد بن قاسم کا سیاسی اقتدار ایک ایسا انقلاب تھا جس نے ہندو سیاست ہندو سماج اور ہندو دھرم میں ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ یہ ایک ایسا انقلاب تھا جس کے آثار ایک ہزار سال کے بعد بھی برصغیر ہند و پاک کے چپے چپے پر نظر آ رہے ہیں۔

اس جگہ سوت رشی نے محمد بن قاسم کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ اگرچہ آریہ دھرم اچھا ہے۔ لیکن اس زمانے میں خدا نے مجھ کو اسلام کی اشاعت کا حکم دیا ہے۔

امیر تیمور اور سلطنتِ دہلی کا ذکر

اس کے بعد اسی "پرب" کے چھٹے ادھیائے میں سوت رشی "امیر تیمور" اور سلطنت دہلی کا ذکر کرتا ہے۔ تاریخ ہند کے محقق جانتے ہیں کہ اس برصغیر میں امیر تیمور کی آمد بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یہ دولت مغلیہ کا بانی ہے۔ ملکی نظم و نسق کی ترقی و شائستگی میں اس حکومت نے جو کردار ادا کیا۔ وہ مورخوں کی نظر سے مخفی نہیں۔

اس جگہ سوت رشی نے امیر تیمور کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ وہ برہمنوں کو بلا کر توحید کی دعوت دے گا۔ اور بت پرستی کی مذمت کرے گا۔ بت خانہ توڑ کر اس سے اپنے تخت کی سیڑھیاں بنوائے گا۔

یہ تمام پیشگوئیاں اس کتاب میں اس طرح درج ہیں۔ جیسے کوئی استاد اپنے شاگرد کو تاریخ عالم کے متعلق نوٹس لکھوا رہا ہو۔

یہ ظاہر ہے کہ "پرانوں" کے رشی بت پرستی کے زبردست حامی تھے۔ اس لئے ان سے یہ امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ انہوں نے اسلام اور موحد مسلمانوں کے متعلق اچھی رائے کا اظہار کیا ہو۔

ہن دیش

بھوشیہ مہاپران کے راوی نے ساکا راجہ اور جناب مسیح کی جائے ملاقات "ہن دیش" بتائی ہے۔

ہن وہ قوم ہے جس کے ہاتھوں اس برصغیر میں "گپت خاندان" کا زوال ہوا یوں تو اس نے برصغیر پر باقاعدہ حملہ چوتھی صدی عیسوی میں کیا۔ اور کل پچاس سال تک حکومت کی۔ لیکن یہ قوم کشمیر، پشاور اور پنجاب

کی سرحدوں پر سینکڑوں سال قبل مسیح منڈلانے لگی تھی۔ اور "بھوشیہ مہا پران" کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد مسیح میں یہ قوم کشمیر میں اس کثرت سے آباد ہو گئی تھی کہ ہمالہ کا یہ دیش "ہُن دیش" کے نام سے موسوم ہو گیا۔

ہنوں اور بنی اسرائیل کی عادات

اس قوم کے متعلق مؤرخوں کی رائے اچھی نہیں۔ یہ جنگجو اور جفاکش ضرور تھے۔ مگر حکمرانی کے اوصاف حمیدہ سے محروم تھے۔ ان کے قول و قرار پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ قوم مؤرخوں کی نظر میں ویسی ہی ہے جیسے بنی اسرائیل قرآن مجید کی نظروں میں۔

کہتے ہیں کہ یہ لوگ ٹڈی دل کی طرح مشرق وسطےٰ سے نکل نکل کر آتے تھے اور جہاں رہائش کے قابل جگہ ملتی وہاں آباد ہو جاتے۔ مسئلہ آبادکاری ان کے لئے ایک مشکل مسئلہ تھا۔ حتیٰ کہ بالآخر میں اپنی یہی مشکل حل کرنے کے لئے ملک گیری پر اُتر آئے۔

ہُنوں کے یہ حالات بنی اسرائیل کے ان دس قبائل کے حالات سے بہت ملتے جلتے ہیں جنہیں بخت نصر سے پہلے سہنشاہ آشوریہ نے فلسطین سے جلاوطن کر کے مشرق وسطےٰ اور ایشیائے کوچک کے مختلف علاقوں میں بکھیر دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ پھر ان قبائل کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ وہ مرکھپ گئے یا دوسرے قبائل میں جذب ہو گئے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نہ مرے ہوں نہ کھپے ہوں۔ نہ دوسرے قبائل میں جذب ہوئے ہوں بلکہ تاریخ اقوام میں دوسرے نام سے مشہور ہو گئے ہوں۔ اسرائیلی قوم اتنی سخت جان واقع ہوئی ہے کہ ان کا اس طرح آسانی سے مرکھپ جانا یا دوسری قوم میں جذب ہو جانا ان کی فطرت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

بہرحال بھوشیہ مہا پران کی روایت یہ ہے کہ جناب مسیح "ہُن دیش" میں آکر ٹھہرے تھے۔ اور ہمارے عقیدے کے مطابق آپ واقعہ صلیب کے بعد اپنے ہم قوم قبائل میں آکر پناہ گزیں ہوئے تھے۔ پھر یہیں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔

مہاراجہ بکرماجیت اور شالباہن

"بھوشیہ پران" میں ساکا راجا اور جناب مسیح کی ملاقات کا ذکر مہاراجہ بکرماجیت اور شالباہن کے بعد اور "راجہ بھوج" سے پہلے کیا گیا ہے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ بھوشیہ مہا پران کے یہ تینوں ممدوح راجے قصوں اور کہانیوں کے ہیرو کہلاتے ہیں۔ اہل تاریخ انہیں کوئی خاص مقام دینے پر تیار نہیں مگر میرے نزدیک یہ مؤرخوں کی سراسر زیادتی اور ناقدردانی ہے۔

ہندوؤں کی "لوک کتھاؤں" یعنی عوامی روایات میں یہ تینوں مہاراجے "ضرب المثل" کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ یہ تینوں نہایت عادل۔ رعایا پرور اور خدا ترس راجے ہو گزرے ہیں۔

بکرمی سمت

ان میں سے بکرماجیت اور "شالباہن" کے زمانے کی تعیین ان کی اپنی اپنی "سمتوں" سے بھی ہوتی ہے۔ "مہاراجہ بکرماجیت" کا زمانہ ۵۷ سال قبل مسیح بتایا گیا ہے۔ بکرمی سمت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ یہ سمت جو بکرماجیت کی طرف منسوب ہے۔ آج کل اکیسویں صدی کی پہلی دہائی میں پہنچ گئی ہے۔

شالباہن سن کی ابتداء ۷۸ سال قبل مسیح ہوئی ہے اور اس وقت یہ انیسویں صدی کی آخری دہائی میں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "سوت رشی" نے راجہ شالباہن اور "ساکا راجہ" کے درمیان ایک دو راجوں کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔ جس طرح شالباہن اور "راجہ بھوج" کے درمیان بہت سے چھوٹے چھوٹے راجوں کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے۔

یہ "ساکا راجہ" کے سوال اور جناب مسیح کے جواب سے ثابت ہے کہ ان دونوں کی یہ ملاقات "واقعۂ صلیب" کے بعد ہوئی۔ اور اگر آپ کو صلیب ۳۳ سال کی عمر میں دی گئی تو آپ کشمیر اس کے چند ماہ بعد بلکہ ممکن ہے کہ سال دو سال بعد پہنچے ہوں۔ یعنی مروجہ سنہ عیسوی کے لحاظ سے سنہ ۳۴ یا ۳۵ میں۔ لیکن اسی پران کی روایت یہ ہے کہ "شالباہن" نے بکرماجیت کے بعد ۶۰ سال تک حکومت کی اور بکرماجیت کا زمانہ ۵۷ سال قبل مسیح ہے۔ اس حساب سے شالباہن کی وفات ۳ سنہ عیسوی میں ہوتی ہے۔ اس کے بعد "اجین" کے سنگھاسن پر کون بیٹھا۔ اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اسی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر راجہ بھوج تک کوئی قابل ذکر راجہ اس تخت پر نہیں بیٹھا۔

چندر گپت ثانی

اس جگہ ایک اور اشتباہ کا ازالہ ضروری ہے۔ وہ یہ کہ تاریخ ہند میں "بکرماجیت" نام کے دو سمراٹ گزرے ہیں۔ ایک تو یہی جس کا "بھوشیہ مہا پران" میں ذکر ہے۔ اس کا پایۂ تخت صوبہ مالوہ (مدھیہ پردیش) کا شہر اُجین تھا۔

دوسرا بکرماجیت چوتھی صدی عیسوی میں "گپت خاندان" کا ایک نامور راجہ گزرا ہے اس کا اصل نام "چندر گپت ثانی" ہے۔ اس نے "بکرماجیت" کا لقب اختیار کیا تھا جس کے معنے "شمس الدولہ" کے ہیں۔ اس کا پایۂ تخت "پاٹلی پتر پٹنہ" تھا۔

"چندر گپت ثانی" بھی پورے برصغیر پر متصرف تھا۔ اس نے "مالوہ" پر بھی چڑھائی کی تھی اور اس کو فتح کیا تھا۔ اس لئے مالوہ اور "اجین" کی تاریخ میں اس کا ذکر بھی آتا ہے۔ اس لئے بعض اوقات ان دونوں راجوں کی شخصیتوں میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ اشتباہ دور کرنے کے لئے ہمیں "مالوہ" کے بکرماجیت کو "بکرماجیت اوّل" اور گپت خاندان کے بکرماجیت کو "بکرماجیت ثانی" کہنا چاہیئے۔

مراٹھی ترجمہ

مَیں نے ایک دوست کی مدد سے بھوشیہ مہا پران کا مراٹھی ترجمہ کے ساتھ جا بجا سے مطالعہ کیا۔ میرا خیال ہے کہ صحیح معنوں میں اس کی حیثیت ایک بین الاقوامی تاریخ کی ہے۔ اس میں روئے زمین کے ان تمام حصوں کے جستہ جستہ واقعات پائے جاتے ہیں جو اُس وقت لوگوں کو معلوم تھے اور طرز بیان کہیں کہیں ایسا ہے کہ بے ساختہ ہنسی آ جاتی ہے مثلاً کلیگ کے ذکر میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ اور حضرت یوشع پر ختم ہوا ہے۔ اس کے بعد ایک لمبے زمانے کی تاریخ محذوف ہے۔ راوی اسکی وجہ بتاتے ہوئے کہتا ہے کہ یہاں تک واقعات بیان کرتے کرتے رشی کو اونگھ آنے لگی۔ وہ سو گیا اور مسلسل دو ہزار آٹھ سو سال تک سوتا رہا اور جب وہ جاگا تو بہت سے راجوں اور مہاراجوں کا ذکر چھوڑ کے آگے بڑھ گیا۔ اس کتاب میں پیشگوئیوں کا ذکر تو اس طرح ہوا ہے کہ چوبیسویں صدی عیسوی تک کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔

اس کا کونسا حصہ الحاقی ہے اور کونسا اصلی۔ اس کا فیصلہ علماء ہنود کو کرنا چاہیئے لیکن یہ ضرور ہے کہ "ساکا راجہ" اور جناب مسیح کی ملاقات کا حصہ الحاقی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں وہ بات کہی گئی ہے جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے عام عقیدے کے خلاف ہے۔ ان دونوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ جناب مسیح واقعہ صلیب کے بعد یا پہلے آسمان پر چلے گئے۔ پھر وہ ایسی بات کیسے کہہ سکتے تھے جس سے ان کے عقیدے پر شدید ضرب آتی ہو لیکن "سوت رشی" "یا" "ویدو یاس جی" کو جناب مسیح کی موت و زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اس لئے جو واقعہ تاریخی طور پر ظہور میں آیا یا ظہور میں آنے والا تھا وہ بیان کر دیا۔

مگر یہ امر بہرصورت حیرت انگیز ہے کہ ہندو قوم جو اپنی خلوت پسندی میں یگانۂ روزگار مانی گئی ہے اس کے پاس بین الاقوامی تواریخ کا یہ ذخیرہ کہاں سے آ گیا؟

ابھی بھوشیہ مہا پران پر مزید تحقیقات کی بڑی گنجائش ہے علم دوست احباب کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

ضروری تصحیح

مَیں نے اس مضمون کی پہلی قسط میں یہ لکھا ہے کہ جناب مسیح کی ایک "ہندو راجے" سے ملاقات ہوئی مگر یہ غلط ہے۔ یہ راجہ ہندو نہیں بلکہ ترک راجہ تھا یعنی "ساکا راجہ" جو ترکی قبائل کی ایک شاخ ہے۔

سمیع اللہ
انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

اک مرکزِ اشاعت دیں دیکھئے جناب

طعن آپ کے یہ دل سے نہیں دیکھئے جناب
آئینے کے اپنی جبیں دیکھئے جناب

ربوہ کی سرزمین کہ صدیوں سے خشک تھی
چشمے اُبل رہے ہیں وہیں دیکھئے جناب

الحاد و دہریت کے اِس تاریک دور میں
اک مرکزِ اشاعتِ دیں دیکھئے جناب

فرصت نکال کر کبھی تشریف لائیے
اس کے مکان اس کے مکیں دیکھئے جناب

ناہید سا فقیر غنی ہو گیا یہاں
سونا اُگل رہی ہے زمیں دیکھئے جناب

عبد المنان ناہید

عہدوں کی حرص اور سوال کی ممانعت

از مکرم محمد اسد اللہ صاحب قریشی الکاشمیری مربی سلسلہ حال مقیم ایبٹ آباد

قسط نمبر ۲

بادشاہوں نے بادشاہت چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی

دُنیا میں سب سے بڑا عہدہ بادشاہت کا ہے مگر ایسی مثالیں موجود ہیں کہ بادشاہوں نے اپنی بادشاہت چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی کیونکہ انہوں نے بادشاہت میں اطمینان قلب نہ پایا اور خدا کے ذکر میں اطمینان قلب پایا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بڑے بادشاہ تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ وہ دربار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ باہر سے ایک حسین و جمیل اور بارعب شخص آپ کے دربار میں داخل ہو گیا۔ دربان اور پہرہ دار اس شخص کو بارعب ہونے کی وجہ سے اندر جانے سے نہ روک سکے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں اور کیوں آئے ہیں؟ تو اُس نے جواب دیا کہ مَیں مسافر ہوں اور یہاں اس سرائے میں رات گزارنے کے لئے آیا ہوں۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ تو میرا دربار ہے سرائے نہیں ہے۔ مسافر نے پُوچھا کہ آپ سے پہلے یہاں کون رہتا تھا۔ بادشاہ نے کہا میرے والد صاحب۔ مسافر نے کہا کہ ان سے پہلے یہاں کون رہتا تھا۔ بادشاہ نے کہا میرے دادا صاحب! مسافر نے پھر پوچھا کہ آپ کے بعد یہاں کون رہے گا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ میری اولاد، مسافر نے یہ باتیں سنکر کہا کہ جس مکان میں اتنے آدمی آئیں اور جائیں وہ "سرائے" نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ کہکر مسافر اُٹھا اور دربار سے باہر نکل آیا۔ بادشاہ اس کے پیچھے دوڑا اور پوچھا کہ اپنا نام بتا جائیے تو اس نے جاتے جاتے جواب دیا میں خضر ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کشفی واقعہ ہے۔ جب آپ کی آنکھ کھلی تو بڑے نادم تھے۔ اس کے بعد ابراہیم بن ادہم نے بادشاہت چھوڑ دی اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ آج ہم ابراہیم بن ادہم کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پڑھتے ہیں اگر وہ بادشاہت چھوڑ کر اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل نہ ہوئے ہوتے تو کیا آج ہم ان کے نام کے ساتھ بادشاہ ہونے کی صورت میں رحمۃ اللہ علیہ پڑھتے؟ مسلمانوں میں بڑے بڑے بادشاہ اور امراء گذرے ہیں۔ ہارون رشید، مامون رشید اور اکبر جیسے بڑے شان و شوکت کے بادشاہ گذرے ہیں اور بعض نے اسلام کی خدمتیں بھی کی ہیں مگر کیا کسی کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پڑھی جاتی ہے؟ کیوں؟ بادشاہوں کی وہ شان نہیں جو ایک غریب متقی کی ہے۔ متقی کی اللہ تعالےٰ قدر کرتا ہے اور اُسے دوامی زندگی بخشتا ہے۔

اور لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت اور قدر قائم کرتا ہے۔ تیرہ سو سال میں کتنے اولیاء اللہ گذرے ہیں جو ویرانوں۔ جنگلوں اور پہاڑوں میں رہ کر خدا کی یاد میں زندگی بسر کر گئے اور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ ان لوگوں کا کوئی نام و نشان باقی رہے گا مگر ان کا نام و نشان باقی ہے اور لوگ اُن کی قبروں پر عقیدت سے جاتے ہیں مگر کسی بادشاہ کی قبر پر عقیدت سے کون جاتا ہے؟ حضرت آدم سے لے کر اس وقت تک کتنے انبیاء آئے اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار ہی مان لیں تو ان سب پر علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں ان کی عزت قائم کر دی مگر کیا اللہ تعالےٰ نے اپنی آسمانی کتابوں میں بادشاہوں کی بھی ایسی ہی عزت قائم کی ہے؟ آج ہمیں نبیوں کی تعداد معلوم ہے مگر بادشاہوں کی تعداد کسی نے نہ لکھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی مثال لے لیجئے کہ دشمنوں نے ان کو کتنا بے عزت کیا۔ آپ کے گال پر تھپیڑ مارے۔ آپ کے مُنہ پر تھوکا اور کانٹوں کا تاج پہنایا اور آپ کے سر سے خون بہتا رہا۔ مگر وہ قومیں جن کی تمام دنیا پر بادشاہت اور غلبہ ہے اور جن کی بادشاہت پر سورج غروب نہیں ہوتا اور مشرق و مغرب میں ان کا سکہ ہے آج انیس سو سال گذرنے کے باوجود یہ قومیں اسی عیسیٰؑ کے سامنے سجدے کر رہی ہیں اور اُن کے سامنے یہ سب طاقتیں سرنگوں ہیں۔ گو سجدہ کرنا درست نہیں ہے مگر خدا نے حضرت عیسیٰ کی یہ عزت قائم کر دی کہ آج دنیا کی سب سے بڑی طاقتیں ان کی نام لیوا ہیں اور اب حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے ایک اور طرح ان کی عزت دنیا میں قائم کر دی ہے کہ ان کے نام پر اپنے مامور کو بھیجا اور ابد الآباد تک ان کی عزت حقیقی رنگ میں قائم کر دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ متقیوں اور دین کی خدمت کرنے والوں کی عزتیں دُنیا میں ہمیشہ کے لئے قائم کرتا ہے۔

آسمانی بادشاہت کے مقابلہ میں دنیوی بادشاہت ہیچ ہے

دنیا کی بادشاہت دلوں پر نہیں جسم پر قائم ہوتی ہے۔ مگر روحانی بادشاہت دلوں اور روحوں پر قائم ہوتی ہے اور یہی رُوحانی بادشاہت ہمیشہ کی بادشاہت ہے جسے کبھی بھی زوال نہیں۔ دنیوی بادشاہتیں زوال پذیر ہوتی ہیں۔ آج حضرت آدمؑ کی روحانی بادشاہت ہمارے دلوں پر قائم ہے۔ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی بادشاہت ہمارے دلوں پر قائم ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور تمام پیغمبروں کی روحانی بادشاہت ہمارے دلوں پر قائم ہے کیونکہ ان کے احکام و ہدایات اور ان کی تعلیمات کو ہم مانتے ہیں اور ہم دل سے ان سب پر ایمان رکھتے ہیں یہ ہے روحانی بادشاہت۔ کیا یہ بادشاہت دنیوی بادشاہوں کو حاصل ہے؟ قطعاً نہیں۔ سو روحانی بادشاہت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور یہ روحانی بادشاہت کس طرح حاصل ہوتی ہے ایمان اور عمل صالح اور دین کی خدمت کرنے سے۔ اصل چیز تقویٰ اور دین کی خدمت ہے۔ اسی سے دوامی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ جو مقام آج حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت بلال حبشیؓ کو حاصل ہے کیا وہ کسی بادشاہ کو حاصل ہے؟ حضرت ابوہریرہؓ کون تھے؟ بعض دفعہ مسجد نبوی میں فاقوں کی وجہ سے گر کر زمین پر بے ہوش ہو جایا کرتے تھے اور لوگ یہ سمجھ کر کہ انہیں مرگی ہو گئی ہے سر پر جوتیاں مارا کرتے تھے مگر آج ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی دُعا پڑھی جاتی ہے اور عزت سے ان کا نام لیا جاتا ہے یہ مقام ہارُون رشید جیسے بادشاہ کو بھی حاصل نہیں۔ بلال حبشیؓ ایک ادنیٰ غلام تھا مگر آج ہم ان کے نام کے ساتھ بھی رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں اور ہمارے دلوں میں ان کی عزت ہے اور قیامت تک ان کا نام اسی عزت سے لیا جاتا رہے گا۔ یہ مقام ان کو کیوں ملا؟ صرف تقویٰ اور دین کی خدمت کرنے کی وجہ سے۔ کس قدر افسوس ہے کہ لوگ فانی اور زوال پذیر عہدوں اور بادشاہتوں کیلئے زندگیاں صرف کر دیتے ہیں مگر اس رُوحانی بادشاہت اور ہمیشہ رہنے والی عزت کے لئے کوشش نہیں کرتے!

تذکرۃ الاولیاء کی کتب میں مَیں نے ایک بزرگ کا واقعہ پڑھا ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک بزرگ کے نام جو مقبول اور خدا رسیدہ انسان تھے۔ ایک علاقہ کی حکومت کا پروانہ لکھکر بھیجدیا کہ اس علاقہ کیلئے آپ کو حاکم مقرر کیا جاتا ہے اس بزرگ نے بادشاہ کو اس کے جواب میں لکھا کہ رات کے پچھلے پہر خدا کی یاد میں آہ نکلنے کی جو روحانی لذت مجھے میسر آتی ہے اس کے مقابلہ میں ایک علاقہ کی حکومت کیا، پوری مملکت کی حکومت قبول کرنے کیلئے بھی تیار نہیں۔ اب دیکھو کہ اولیاء اللہ کے نزدیک خدا کی یاد میں آہ نکلنا حکومتوں سے بھی زیادہ لذیذ اور مرغوب ہے۔ خدا کا ولی بننے کی کوشش کرنی چاہیئے عہدے کیا چیز ہیں؟ عہدے، امارتیں، قیادتیں اور بادشاہتیں جن کے پیچھے لوگ دوڑتے ہیں کچھ چیز نہیں اصل چیز خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا اور دین کی خدمت میں زندگی بسر کرنا ہے۔ عہدے اور اقتدار چاہنا دراصل نفسانی خواہشات میں سے ایک خواہش ہے اور خواہشات نفسانی کے پیچھے چلنا انسان کی روحانی ترقیات کیلئے خطرناک ہے نفس ایک زہریلا سانپ ہے جس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تذکرۃ الاولیاء کی کتب میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ سپیرے فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ سانپوں کو رام کر لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ ایک اور بزرگ کے پاس چلے گئے اور انہوں نے کہا کہ میں سانپوں کو رام کر لیا کرتا ہوں اس بزرگ نے کہا اچھا کسی سانپ کو رام کر کے دکھا دیجئے وہ بزرگ گئے اور کہیں سے سانپ پکڑ کر لائے اور رام کر کے دکھا دیا۔ اس پر اس بزرگ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک زہریلا سانپ ہے اگر اس کو آپ رام کر کے دکھا دیں تو پھر کمال کی بات ہے اس دوسرے بزرگ نے کہا مجھے وہ سانپ دکھا دیجئے۔ اس بزرگ نے فرمایا وہ زہریلا سانپ نفس امارہ ہے اگر آپ نفس امارہ کو رام کر لیں تو کمال ہے۔ یہ سُنکر وہ بزرگ ان کے مرید ہو گئے اور ان کی دنیا ہی بدل گئی اور پھر نفس کی اصلاح میں زندگی بسر کی۔

نفس میں غلو اور استکبار کا جو مادہ ہے وہ بہت بُرا ہے۔ ابلیس اسی استکبار کی وجہ سے ہمیشہ ہمیش کیلئے مردود و ملعون ہو گیا کہ اس نے اپنے آپ کو آدمؑ کے مقابلہ میں بڑا سمجھا اللہ تعالیٰ کو عاجزی اور خاکساری پسند ہے اور عہدوں اور اقتدار کی ہوس رکھنا بھی غلو اور استکبار میں داخل ہے جس پر انسان کو نفس اُبھارتا ہے اور وہ دوسروں پر حاکم بننے کی خواہش اور کوشش کرتا ہے۔

ابوسعید عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرۃ امارت کی بابت سوال نہ کر اس لئے کہ اگر امارت تجھے بغیر سوال کے ملجائے تو غیب سے تیری مدد ہو گی۔ یعنی فرشتے تیری مدد کریں گے اور اگر سوال سے ملجائے تو امارت تجھ پر چھوڑ دی جائیگی یعنی غیب سے خدا کی مدد حاصل نہ ہو گی۔ اب دیکھئے کہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ طلب امارت مذموم ہے کہ خدا کی طرف سے اس پر مدد نہیں دی جاتی ہاں اگر بغیر طلب و سوال ملجائے تو اللہ تعالیٰ اس پر بندے کی مدد فرماتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ میں اور دو آدمی جو میرے چچا کے بیٹوں میں سے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ان میں سے ایک نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جن امور میں آپؐ کو متولی بنایا ہے انمیں سے کسی امر پر ہم کو بھی متولی بنا دیں۔ دوسرے آدمی نے بھی ایسا ہی کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم! ہم ہرگز کسی ایسے شخص کو کسی کام پر متولی نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے۔ نہ کسی ایسے شخص کو جو اس کا لالچ رکھتا ہو۔ یہ دونوں حدیثیں متفق علیہ ہیں یعنی بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ جو امارت اور عہدوں کا سوال کرے یا لالچ رکھے اُسے عہدہ نہیں دینا چاہیئے اور سوال یا امارت کا طلب کرنا گویا سائل کی نااہلیت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اگر وہ اہل ہوتا تو عہدوں کی بابت سوال نہ کرتا۔ ہاں جو شخص تقویٰ اور خدمت دین کے لحاظ سے فائق ہوتا ہے خدا کے بندے اور مومنین خود اُسے اپنا سردار بناتے ہیں۔ پس اصل چیز جو انسان کو سرداری کا اہل بناتی ہے وہ تقویٰ اور خدمت دین ہے۔ سو اگر انسان کوشش کرے تو تقویٰ اور خدمتِ دین کی کرے اور لالچ کرے تو ان کا کرے۔ جب وہ خدمت کرے گا سردار بنے گا۔ خدمتِ دین اور خدمتِ قوم سردار بناتی ہے سید القوم خادمھم یعنی خدمت کرنے والا قوم کا سردار ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

ملکِ رُوحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت گذرے ہیں دنیا میں امیر و تاجدار

داغِ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عز و جاہ
جس کا جی چاہے کرے اس داغ سے وہ تن فگار ۴۴

کام کیا عزت سے ہے کام تو مولیٰ سے ہے ... نثار۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کی ان تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نسخہ تو خدا تعالیٰ نے خود ہی بتا دیا

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفایابی کے سلسلہ میں صدقہ کی تحریک کے چالیس روز گزر چکے ہیں۔ ان ایام میں روزانہ ایک بکرا دیا جاتا رہا۔ اب اس کے بعد روزانہ کی بجائے ہفتہ میں ایک بار یعنی ہر سوموار کو بکرا دیا جا رہا ہے اور باقی ماندہ رقم کو کسی صدقہ جاریہ کا رنگ دینے کا معاملہ زیر غور ہے۔ مگر اس سلسلہ میں سب سے ضروری امر جو احباب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً کے تحت اصل نسخہ تو اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی حضور اقدس پر منکشف فرما دیا ہے اور وہ "دُعا" ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ کمی صرف ہماری دعاؤں میں ہی ہے ورنہ عقلاً اس دعا کے درجۂ قبولیت پر پہنچنے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ دنیا میں بھی دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی افسر درخواست دینے کا خود ہی ڈھنگ بتا دے تو مراد اس درخواست کی منظوری ہوتی ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ (نائب قائد ایثار)

زعماء کرام انصار اللہ توجہ فرمائیں

سالانہ اجتماع کے مبارک ایام کی اب آمد آمد ہے۔ جہاں آپ دوسرے شعبہ جات کی سالانہ سکیموں کا جائزہ لے کر کمی کو پورا کر رہے ہوں گے وہاں قیادت ایثار کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ گو اب وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے مگر ذمہ داری کا احساس بہت اہمیت رکھتا ہے۔ بعض اوقات بیدار احساس کے ساتھ جو کام گھنٹوں اور دنوں میں سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ بغیر اس احساس کے سالہا سال بھی ایسے کام کی سرانجام دہی کے لئے کافی ثابت نہیں ہوتے۔ (نائب قائد ایثار)

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ متوجہ ہوں

اکتوبر خدام الاحمدیہ کے رواں سال کا آخری مہینہ ہے لیکن ابھی تک بہت سی مجالس کے بجٹوں کی اکثر رقوم واجب الادا ہیں۔ تمام مجالس سے التماس ہے کہ وہ اپنے بجٹوں کو پورا کرنے کی فکر کریں اور اس ماہ میں اس طرف پوری جانفشانی کے ساتھ متوجہ ہوں۔ بجٹ کو سال کے اندر اندر پورے طور پر ادا کرنا ہر مجلس کا فرض ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بعض مجالس اس سال کے بقایوں کا بوجھ ساتھ لے کر اگلے سال میں داخل ہوں۔ اور یہ بقائے آئندہ سال کی ذمہ داریاں ادا کرنے میں بھی روک بنیں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

نمائندگان شوریٰ

مجالس خدام الاحمدیہ اپنے خدام کی تعداد کے لحاظ سے ہر بیس یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ برائے شوریٰ بھجوا سکتی ہیں۔ خدام کی تعداد مجالس کے بجٹ فارم کے مطابق شمار ہوگی۔ نمائندگان کے ناموں کی فہرست ۲۰ راکتوبر تک مرکز میں آ جانی ضروری ہے۔ نیز اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ نمائندگان کا تقرر بذریعہ انتخاب مجلس عاملہ مقامی میں فلاں تاریخ کو ہوا ہے۔

قائد مجلس اپنے عہدہ کے لحاظ سے نمائندہ ہوتا ہے۔ مگر وہ اس تعداد میں شامل ہوتا ہے جس کا کسی مجلس کو حق حاصل ہے۔ اگر وہ خود کسی وجہ سے اجتماع میں شامل نہ ہو سکے تو وہ اپنی جگہ کسی اور کو نمائندہ نامزد نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس نمائندہ کا باقاعدہ انتخاب ہوگا۔ نمائندگان کے پاس قائد کا تعارفی خط اور بقایا دار نہ ہونے کی تصدیق ہونا ضروری ہے۔ (معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ولادت

برادرم محترم چوہدری عبد المالک صاحب شاہد مربی سلسلہ مقیم کھاریاں ضلع گجرات کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۸/۹/۶۲ کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔

قارئین کرام کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم نومولود کو صاحب عمر اور سلسلہ کے لئے مفید وجود بنائے۔ اور والدین کے لئے قرۃ العین ثابت کرے۔ آمین

(محمد شریف انسپکٹر بیت المال حلقہ گجرات و جہلم)

کلاس والا (ضلع سیالکوٹ) میں تربیتی جلسے

مورخہ ۱۰ ستمبر ۶۲ء کو بعد نماز عشاء مسجد احمدیہ غربی کلاس والا میں ایک تربیتی جلسہ زیر صدارت مکرم محمد ابراہیم صاحب صدر جماعت کلاس والا ہوا۔ مکرم سید احمد علی صاحب مربی ضلع نے تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنے اندر اسلامی اخلاق پیدا کرنے کے علاوہ اولاد کی تربیت کی طرف خاص توجہ دلائی۔

پھر ایک جلسہ مسجد احمدیہ شرقی میں زیر صدارت مستری محمد ابراہیم صاحب صدر جماعت ہوا۔ جس میں مکرم سید صاحب موصوف نے اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ کر کے اسلام کی برتری اور اس کا زندہ مذہب ہونا ثابت کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرتے ہوئے آپ کو زندہ اور افضل رسول۔ اسلام کو زندہ اور افضل مذہب و قرآن مجید کو زندہ اور افضل کتاب ثابت کیا۔ یہ تقریر غیر از جماعت احباب نے بھی بہت دلچسپی سے سُنی۔

(خاکسار نذیر احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ کلاس والا ضلع سیالکوٹ)

خدام الاحمدیہ کے انتخابات کے متعلق ضروری اعلان

خدام الاحمدیہ کے نئے دستور اساسی کے مطابق قائدین کے انتخابات ہر دو سال کے بعد اور زعماء کے سالانہ قرار پائے ہیں۔ لہٰذا جن مجالس میں گذشتہ سال قائدین کے انتخابات ہو چکے ہیں۔ وہاں اس سال نئے انتخابات کروانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن زعماء حلقہ جات کا انتخاب ضرور کروایا جائے۔ یہ امر ملحوظ رہے۔ کہ ایک ہی خادم زیادہ سے زیادہ ۴ مرتبہ متواتر زعیم منتخب ہو سکے گا۔ اگر اس کے ۴ سال پورے ہو چکے ہوں۔ تو اس کا نام انتخاب کے لئے پیش نہ ہو سکے گا۔ حسب قواعد زعماء کے انتخابات اوائل نومبر میں کروائے جائیں۔ (معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

صدقات کی رقوم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے احباب جماعت اکثر صدقات دیتے رہتے ہیں۔ احباب مہربانی فرما کر یا تو اس رقم کو بھیجتے وقت منی آرڈر کی کوپن میں یا اپنی چٹھی میں اس امر کی صراحت فرمایا کریں کہ یہ رقم امانت صدقات حضور میں جمع کی جائے جس میں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے مطابق محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے دستخطوں سے رقوم مستحقین کو ادا کی جاتی ہیں یا پھر دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھجوایا کریں تا کہ متعلقہ مد امانت میں رقوم جمع کرا دی جایا کریں۔ اس طرح سے احباب کی رقم مستحقین تک پہنچ جایا کرے گی۔ صرف صدقہ لکھنا کافی نہیں ہوتا بلکہ صراحت ضروری ہے کہ یہ صدقہ حضور کی صحت کے لئے دیا گیا ہے۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

غرباء کے لئے پارچات

موسم سرما کی آمد آمد ہے۔ غرباء کو خصوصاً گرم پارچات کی ضرورت ہوتی ہے۔ حاجتمند احباب کے متعلق اطلاعات آنی شروع ہو گئی ہیں۔ احباب نئے یا مستعمل پارچات دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھجوا کر ثواب حاصل کریں۔ دور کے احباب یا جن کے لئے پارچات بھجوانے مشکل ہوں۔ وہ نقدی ہی بھجوا دیں۔ تا کہ اس سے کپڑے خرید کر غرباء کو دیئے جا سکیں۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

ترک حقہ و سگریٹ کی تحریک کے نیک نتائج

نظارت اصلاح و ارشاد کی ترک حقہ و سگریٹ سے متعلق مہم جاری ہے۔ بہت سے احباب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایت پر حقہ و سگریٹ چھوڑ چکے ہیں۔ حضور کا ارشاد آیت وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ کے ماتحت ہے کہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ لغویات سے اعراض کرتے ہیں۔ حال ہی میں ڈاکٹر سید بشیر احمد صاحب آف دار الرحمت غربی ربوہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ ۱۲ راگست سے حقہ ترک کر چکے ہیں۔ اور تمباکو اور سگریٹ بالکل استعمال نہیں کیا۔ آئندہ بھی تادم مرگ یہی ارادہ ہے کہ حضور کے ارشاد کی تعمیل ہو۔ نیز لکھا ہے۔ کہ جو رقم اس لغو فعل پر خرچ کرتا تھا وہ اشاعت اسلام میں ادا کیا کروں گا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ اور دوسرے احباب کو بھی اس لغو فعل سے اجتناب کی توفیق عطا فرمائے۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

انصار اللہ کا مرکزی اجتماع ۳۰، ۳۱ راکتوبر و یکم نومبر کو منعقد ہو رہا ہے (قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

هو الشافی
حکیم محمد شفیع ممتاز الاطباء
مطب
زنانہ اور مردانہ امراض کا کامیاب علاج
(رجسٹرڈ)
گولبازار، ربوہ

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

✗ - راولپنڈی۔ ۲؍اکتوبر۔ قوم کے نام اپنے ماہانہ نشری پیغام میں صدر محمد ایوب خان نے آج اعلان کیا کہ بھارت کی روز افزوں فوجی طاقت سے پاکستان کو جو خطرہ لاحق ہوا ہے اس کے پیش نظر ہمیں اپنے اختلافات ختم کر کے متحد ہو جانا چاہیئے۔ صدر نے کہا کہ اس نازک مرحلے پر جب ہم ترقی اور خوشحالی کی منزل کی طرف تیزی سے قدم اٹھا رہے ہیں معاشی و سیاسی استحکام اور مضبوط با مقصد قیادت کی ضرورت ہے اس وقت ہمیں ٹھنڈے دل سے حالات کا جائزہ لینا چاہیئے اور جذباتیت کو ترک کر دینا چاہیئے۔ صدر نے روس کی جانب سے بھارت کے لئے فوجی امداد کے اعلان کو پاکستان کے لئے ایک نہایت اہم اور سنگین واقعہ قرار دیا اور کہا کہ چین کے ساتھ خوشگوار تعلقات استوار کرنے کے بعد پاکستان اب روس کے ساتھ بہتر تعلقات پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف ہے لیکن اس کا انحصار اس امر پر ہے کہ روس بھارت کو مسلح کرنے کی مہم جاری رکھتا ہے یا نہیں صدر نے ایک بار پھر اس یقین کا اظہار کیا کہ بھارت کو چین سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور بھارت چینی خطرے کا ڈھونگ رچا کر دنیا بھر کے ممالک سے بڑے پیمانہ پر فوجی امداد حاصل کر رہا ہے۔

انھوں نے کہا کہ اب ہمیں اس بات پر غور کرنا ہے کہ یہ فوجی تیاریاں کس کے خلاف ہو رہی ہیں۔ بھارت اب تک پاکستان کو اپنا بد ترین دشمن قرار دیتا ہے اس نے پاکستان کے ساتھ تعلقات خوشگوار بنانے، مسئلہ کشمیر کو حل کرنے اور بھارتی مسلمانوں کے انخلاء کو روکنے کے لئے کچھ نہیں کیا۔ ان حالات میں بھارت کی بڑھتی ہوئی فوجی طاقت پر پاکستان کی تشویش بجا ہے۔

آئندہ عام انتخابات کا ذکر کرتے ہوئے صدر نے عوام کو مشورہ دیا کہ وہ بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات میں خوب غور و فکر کے بعد رائے دیں اور ایسے محب وطن اور دانشمند نمائندے منتخب کریں جو نہ صرف عوام کے روزمرہ مسائل حل کرنے میں ان کی مدد کر سکیں بلکہ انتخابی ادارے کے ارکان کی حیثیت سے اپنے حق رائے دہی کا دانشمندانہ طریقے پر استعمال کر سکیں۔

✗ پشاور۔ ۲؍اکتوبر خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح نے آج یہاں جناح پارک میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ملک کے آئندہ انتخابات بڑی اہمیت رکھتے ہیں، کیونکہ عوام کے لئے یہ فیصلہ کرنے کا آخری موقعہ ہوگا کہ وہ اپنا اقتدار اعلیٰ واپس لینا چاہتے ہیں یا اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار مٹھی بھر لوگوں کے پاس رہنے دینا چاہتے ہیں۔ آپ نے اعلان کیا کہ میں نے جمہوریت کی بحالی کے لئے عوام کی جدوجہد میں شامل ہونے کا فیصلہ بڑے غور کے بعد کیا ہے۔

✗ راولپنڈی یکم اکتوبر۔ باخبر حلقوں کی اطلاع کے مطابق ۱۲؍اکتوبر کو کراچی میں صدر ایوب خان اور بھارتی وزیر اعظم لال بہادر شاستری کی رسمی ملاقات ہوگی۔ خیال ہے دونوں سربراہ مسئلہ کشمیر اور دیگر متنازعہ امور پر بات چیت کریں گے۔ بھارتی وزیر اعظم قاہرہ میں غیر جانبدار ملکوں کی کانفرنس میں شرکت کے بعد واپس ملک جاتے ہوئے کراچی میں مختصر قیام کریں گے، وہ صدر ایوب کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھائیں گے سیاسی مبصر اس ملاقات کو کوئی خاص اہمیت نہیں دے رہے۔ ان کے خیال میں یہ سربراہوں کی مجوزہ ملاقات نہیں جس پر دونوں ملک آمادہ ہو چکے ہیں۔

✗ - لائل پور۔ ۲؍اکتوبر۔ صوبائی وزیر خزانہ شیخ مسعود صادق نے بھارت کو خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان اپنی سرحدوں پر بیرونی خطروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ انھوں نے بیر محل میں ایک استقبالیہ دعوت میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھارت مغربی طاقتوں سے حاصل کی ہوئی فوجی امداد سے پاکستان کو نیچا نہیں دکھا سکتا۔

شیخ مسعود صادق نے پاکستانی عوام کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ بیرونی خطرے کا اسی صورت میں ڈٹ کر مقابلہ کیا جا سکتا ہے جب ہم میں اتحاد ہو۔ اس لئے قوم کو چاہیئے کہ وہ جرأت مند قیادت کے تحت متحد ہو جائے۔ شیخ صاحب نے کہا اس وقت ملک کو بہت سے مسائل درپیش ہیں۔ اس لئے ہمیں متحد ہو جانا چاہیئے انھوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ صدر ایوب کے ہاتھ مضبوط کریں جو نہ صرف مخلص رہنما ہیں بلکہ جرأت مند سیاست دان ہیں۔

✗ - پیکنگ۔ ۲؍اکتوبر چین کے انقلاب کی پندرھویں سالگرہ پر کل یہاں بہت بڑی پریڈ ہوئی جس میں سات لاکھ سے زیادہ افراد نے حصہ لیا۔ کمیونسٹ پارٹی کے سربراہ ماؤزے تنگ صدر لیوشاؤچی وزیر اعظم چو این لائی، اور دوسرے راہنماؤں نے پریڈ دیکھی۔

سالگرہ کی تقریبات میں ستر سے زیادہ ملکوں کے تین ہزار نمائندے شریک تھے، مہمانوں میں کمبوڈیہ مالی۔ اور کانگو برازیل کے سربراہ مراکش کے مولائی عبد اللہ ادریس اور بہت سے ملکوں کے وفد شامل تھے۔

✗ - نئی دہلی:۔ ۲؍اکتوبر۔ چین کے ایٹمی تجربے کا عذر تراش کر ہندوستان مغربی ملکوں اور روس دونوں پر جدید ترین اسلحہ حاصل کرنے کے لئے دباؤ ڈالے گا۔

✗ - ڈھاکہ ۲؍اکتوبر۔ مغربی بنگال، آسام اور تری پورہ کے اب تک چار لاکھ ساٹھ ہزار پچاس مسلمانوں کو زبردستی نکالا جا چکا ہے۔

۲۶؍ستمبر کو ختم ہونے والے ہفتے کے دوران میں ہی دو ہزار تین سو سولہ مسلمان مشرقی پاکستان پہنچے اس کے علاوہ جو ہندو باشندے بھارتی ایجنٹوں کے بہکانے پر ہندوستان چلے گئے تھے ان میں سے مزید ایک ہزار ستائیس سو ستر ہندو واپس آ گئے ہیں اس طرح اب تک ۲۱ ہزار ۶ سو ۰۴ ہندو تارک وطن واپس آ چکے ہیں۔

✗ - کراچی ۲؍اکتوبر اس مہینے میں مغربی پاکستان میں ٹٹ کے کنوئیں سے تیل اور گیس نکلنی شروع ہو جائے گی تیل کمپنیوں کے ماہانہ بلیٹن "پروگریس" نے لکھا ہے کہ مشرقی پاکستان میں جالدی کے مقام پر تیل کے لئے کنوئیں کی کھدائی کا کام دسمبر میں شروع ہوگا۔

نور کاجل لاہور میں!

لاہور کے احباب کے اصرار پر ان کی سہولت کیلئے

نور کاجل

شفا میڈیکو ہوک میو ہسپتال لاہور سے مل سکے گا۔ دوسرے شہروں میں جو دوست

نور کاجل

کی ایجنسی لینا چاہیں وہ ہم سے خط و کتابت کریں معقول کمیشن دیا جائے گا۔

منیجر:- خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

ضروری اعلان

بل ماہ ستمبر ۶۴ء ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں بھجوا دیئے گئے ہیں

ان بلوں کی رقم ۱۰؍اکتوبر ۱۹۶۴ء تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہیئے جو ایجنٹ صاحبان اپنے بلوں کی رقوم ۱۰؍اکتوبر تک دفتر ہذا میں نہیں بھجوائیں گے ان کے بنڈلوں کی ترسیل روک دی جائے گی

(مینیجر)

مکان کی فوری ضرورت

کرایہ پر یا بکتا ہوا۔ یا کوئی رہن دینا چاہیں۔ تو ہمیں اس پتہ پر اطلاع دیں:۔

پروفیسر حبیب اللہ خان
دار الرحمت شرقی ربوہ

نوٹ۔ مکان کم از کم تین کمروں۔ باورچی خانہ، اور غسل خانہ پر ضرور مشتمل ہونا چاہیئے۔

گوجرانوالہ کے احباب

الفضل کا تازہ پرچہ

مکرم بشیر احمد صاحب صحرائی
نیوز ایجنٹ ریلوے بازار
گوجرانوالہ سے حاصل کریں

(مینیجر)

ہمدرد نسواں (ڈاکٹر کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس ایک روپے

اگر برکاتِ سماوی سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہو تو متقی بنو

تفرقہ نہ کرو، تفرقہ کرو گے تو حبل اللہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی

احباب جماعت کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیش بہا نصائح

جلسہ سالانہ ۱۹۱۱ء کے مبارک موقع پر سیدنا حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۲۷ر دسمبر کو ایک بصیرت افروز تقریر ارشاد فرما کر احباب جماعت کو نہایت قیمتی نصائح سے نوازا تھا۔ ان میں سے جماعتی تربیت سے تعلق رکھنے والی بعض نصائح ذیل میں ہدیۂ قارئین کی جاتی ہیں آپ نے فرمایا:۔

۱۔ "تقویٰ اللہ کیا ہے؟ عقائد صحیح ہوں اور ان عقائد کے مطابق اعمال صالحہ ہوں تقویٰ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان دکھوں سے بچ جاتا ہے اور سکھوں کو پالیتا ہے متقی اللہ تعالےٰ کا محب ہوتا ہے متقی کو تمام تنگیوں سے نجات ملتی ہے اس کو من حیث لا یحتسب رزق ملتا ہے متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں اور وہ مقابلہ دشمن میں ممتاز ہوتا ہے۔ متقی پر الٰہی علوم کھولے جاتے ہیں۔ پس میں بھی پہلی نصیحت یہی کرتا ہوں کہ متقی بنو۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے لئے متقی بنو۔ اور تم اللہ تعالےٰ کے سچے فرمانبردار بن جاؤ۔ اور اسی فرمانبرداری میں تمہارا خاتمہ ہو۔ یہ فرمانبرداری عجیب نعمت ہے۔ ابو الملت ابراہیم علیہ السلام پر تمام برکتیں اسی فرمانبرداری کی وجہ سے نازل ہوئیں۔ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العٰلمین۔

اس لئے تم بھی اگر برکات سماوی سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہو تو متقی بنو۔ اور تقویٰ کی حقیقت سچے مسلمان میں پیدا ہوتی ہے پس تم بھی مسلم بنو اور مرتے وقت تمہارا خاتمہ اسلام پر ہو۔"

۲۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا۔ حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو۔ اور سب کے سب مل کر مجموعی طاقت سے حبل اللہ کو پکڑو اور تفرقہ نہ کرو۔ یہ آیت میں آج تم پر تلاوت کرتا ہوں اور پھر سناتا ہوں واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا۔ تم خدا کی حبل کو مل کر مضبوط پکڑے رکھو۔ اسے چھوڑو نہیں۔ اور اس سے جدا نہ ہو اور نہ باہم تفرقہ کرو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دین اسلام میں یہ رسہ جس کو حبل اللہ کہا گیا ہے وہ قرآن مجید ہے۔ آریہ۔ برہمو، سناتن، مسیحی۔ دہریہ۔ ملحد بھی اس رسہ کو زور سے کھینچ رہے ہیں اور زور لگا کر اپنی طرف لیجانا چاہتے ہیں دوسری طرف تم نے اس حبل اللہ کو پکڑنے کا دعویٰ کیا ہے پس تم اس دعویٰ کو بلا دلیل نہ رہنے دو۔ اور پوری طاقت وہمت اور یک جہتی سے اس کو مضبوط پکڑ کر زور لگاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ مخالفین اسلام اس رسہ کو لے جائیں۔ (خدا کرے ایسا نہ ہو) اس رسہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید تمہارا دستور العمل اور ہدایت نامہ ہو، تمہاری زندگی کے تمام مرحلے اس کی ہدایتوں کے ماتحت ہوں تمہارے ہر ایک کام ہر حرکت سکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو۔ وہ خدا تعالیٰ کی یہ پاک کتاب ہو جو شفا اور نور ہے"

" پھر میں تمہیں اللہ کا حکم پہنچاتا ہوں سنو اور غور سے سنو

واعتصموا بحبل اللّٰہ
جمیعا ولا تفرقوا"

۳۔ "دیکھو! تفرقہ نہ کرو۔ اگر تفرقہ کرو گے تو جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوگا! یہ حبل اللہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی اور اس کے ساتھ ہی تم بھی بودے ہو جاؤ گے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم تنازعہ کرو گے تو بودے ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا نکل جائے گی۔ پھر تمہارا جتھا ٹوٹ کر قوت منتشر ہو جائے گی۔ اور دشمن تم پر غالب آ جائیں گے۔"

۴۔ "دیکھو! میں خلیفۃ المسیح ہوں اور خدا نے مجھے بنایا ہے میری کوئی خواہش اور آرزو نہ تھی اور کبھی نہ تھی۔ اب جب کہ خدا تعالےٰ نے مجھے یہ ردا پہنا دی ہے میں ان جھگڑوں کو ناپسند کرتا ہوں اور سخت ناپسند کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میں ایسی باتیں پیدا ہوں جو تنازع کا موجب ہوں۔ اس لئے میں اس خیال سے کہ

سر چشمہ شاید گرفتن بہ میل
چو پر شد نشاید گزشتن بہ پیل

اس قسم کے نکمے جھگڑوں کو روکنا چاہتا ہوں تم کو کیا معلوم ہے کہ قوم میں تفرقہ کے خیال سے بھی میرے دل پر کیا گزرتی ہے! تم اس درد سے واقف نہیں تم اس تکلیف کا احساس نہیں رکھتے جو مجھے ہوتی ہے میں یہ چاہتا ہوں اور خدا ہی کے فضل سے یہ ہوگا کہ میں تمہارے اندر کسی قسم کے تنازعہ اور تفرقہ کی بات نہ سنوں بلکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں کہ تم اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کا عملی نمونہ ہو واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں پھر تمہیں کہتا ہوں جو سنتا ہے سن لے اور دوسروں کو پہنچا دے کہ جھگڑا مت کرو۔"

(حیات نور صـ ۵۱۸ تا ۵۲۰)

تحریکِ جدید کے مالی جہاد میں حصہ لینے کی کم از کم شرح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مارچ ۶۴ء سے چندہ تحریک جدید کی کم از کم شرح پانچ روپیہ سے بڑھا کر دس روپیہ مقرر فرما دی ہے۔ دس روپیہ سے کم وعدہ کرنے والے مجاہدین اپنے وعدوں پر نظر ثانی فرمائیں اور اپنے عمل سے اپنے اخلاص اور جذبۂ اشاعتِ اسلام کا ثبوت دیں!

(وکیل المال اول تحریک جدید)

ضروری اعلان

تمام لجنات کی سالانہ
رپورٹیں اور بقایا چندہ جات
دس اکتوبر تک دفتر میں
پہنچ جانے چاہئیں!

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

(رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۷)

ضلع سیالکوٹ کے اجتماع سے متعلق ایک ضروری وضاحت

مورخہ ۲ر ۳ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کے الفضل میں مکرم قائد صاحب عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے اعلان شائع ہوا ہے کہ ۱۰ر ۱۱ر اکتوبر کو مجالس انصار اللہ ضلع سیالکوٹ کا سالانہ اجتماع شہر سیالکوٹ میں منعقد ہو رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مکرم قائد صاحب عمومی نے یہ اعلان غلط فہمی کی بناء پر شائع کرایا ہے۔ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ۱۰ و ۱۱ اکتوبر کو سیالکوٹ میں انصار اللہ کا کوئی اجتماع منعقد نہیں ہو رہا۔ البتہ انہی تاریخوں میں ضلع سیالکوٹ کے عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کا تربیتی اجتماع جامعہ احمدیہ سیالکوٹ شہر میں منعقد ہوگا۔ جس میں محترم امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ نے قائدین خدام الاحمدیہ زعماء انصار اللہ کو بھی شرکت کی دعوت دی ہے یہ اجتماع دراصل جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ کا اجتماع ہے۔ جس میں محترم امیر صاحب ضلع سیالکوٹ کی دعوت پر ضلع کی مجالس خدام الاحمدیہ و انصار اللہ کے قائدین اور زعماء بھی شریک ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

(صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی سالانہ تقریب

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی سالانہ تقریب کے سلسلے میں مورخہ ۹ر ۲۷ء سے روزانہ ورزشی اور علمی مقابلے ہو رہے ہیں۔ کل مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کو ۳ بجے سہ پہر گراؤنڈ صدر انجمن احمدیہ میں فائنل مقابلے ہوئے جن میں والی بال، فٹ بال، رسہ کشی اور کبڈی کے شاندار میچ کھیلے گئے اسی طرح اطفال الاحمدیہ کے مقابلے بھی ہوئے۔

آج مورخہ ۴ر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جلسہ عام ہوگا جس میں تقسیم انعامات کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ خطاب فرمائیں گے یہ اجلاس گول بازار کے کھلے میدان میں ہوگا

(مہتمم صفائی)